

Allama Iqbal Open University AIU B.ed
solved assignment no 1 Autumn 2025
Code 6476 Islamic Studies IV

سوال نمبر 1

کردار کی تعریف اور اس کے مختلف پہلوؤں پر نوٹ لکھیں۔

کردار کی تعریف

ادب میں کردار اس فرضی یا حقیقی انسانی پیکر کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کہانی، افسانہ، ناول، ڈراما یا کسی بھی ادبی تخلیق کے خیالات، جذبات، تصورات اور پیغام کو قاری یا ناظر تک پہنچایا جاتا ہے۔ کردار ادبی تخلیق کا وہ بنیادی ستون ہوتا ہے جس کے بغیر کسی بھی قصے یا بیانیے کا وجود

نامکمل رہتا ہے۔ کردار محض ایک نام یا جسمانی خدوخال کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے اندر نفسیات، فکر، احساسات، سماجی رویے، اخلاقی قدریں اور فکری رجحانات سمیٹے ہوتا ہے۔

ادبی اصطلاح میں کردار کو اس انسانی نمائندے کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو واقعات کو جنم دیتا ہے، ان سے متاثر ہوتا ہے اور قاری کو ایک خاص تجربے سے گزار کر فکری یا جذباتی سطح پر متاثر کرتا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ کردار ادب کا متحرک عنصر ہے جو تخلیق کو زندگی بخشتا ہے۔

کردار کی ادبی اہمیت

کردار کسی بھی ادبی تخلیق کی روح ہوتا ہے۔ کہانی کا پلاٹ، موضوع، فضا اور پیغام سب کردار کے ذریعے ہی قاری تک پہنچتے ہیں۔ اگر کردار مضبوط، جاندار اور فطری ہوں تو تخلیق یادگار بن جاتی ہے، اور اگر کردار کمزور ہوں تو بہترین پلاٹ بھی بے اثر ہو جاتا ہے۔

کردار قاری کو اپنے ساتھ جوڑنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ قاری کردار کے دکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے، اس کے فیصلوں سے اتفاق یا اختلاف کرتا ہے اور بعض اوقات خود کو کردار میں تلاش کرنے لگتا ہے۔ یہی کردار کی اصل طاقت ہے۔

کردار کے مختلف پہلو

1. جسمانی پہلو

کردار کا جسمانی پہلو اس کی ظاہری صورت، قد، رنگ، لباس، چال ڈھال اور حرکات و سکنات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ پہلو کردار کو بصری شکل دیتا ہے تاکہ قاری اس کا تصور اپنے ذہن میں قائم کر سکے۔

اگرچہ جسمانی تفصیل کردار کا بنیادی جوہر نہیں ہوتی، مگر مناسب حد تک بیان کردار کو واضح اور قابلِ تصور بنا دیتا ہے۔ کلاسیکی ادب میں جسمانی خدوخال پر زیادہ زور دیا گیا جبکہ جدید ادب میں اس پہلو کو محدود رکھا جاتا ہے۔

2. نفسیاتی پہلو

کردار کا سب سے اہم پہلو اس کی **نفسیات** ہے۔ اس میں کردار کے جذبات، احساسات، خوف، خواہشات، محبت، نفرت، الجھنیں اور ذہنی کشمکش شامل ہوتی ہے۔

ایک کامیاب کردار وہ ہوتا ہے جس کی نفسیات حقیقت کے قریب ہوں۔ اس کے ردِ عمل حالات کے مطابق ہوں اور اس کے فیصلے اس کی ذہنی ساخت کی عکاسی کریں۔ جدید افسانہ اور ناول میں نفسیاتی پہلو کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

3. اخلاقی پہلو

اخلاقی پہلو کردار کے اچھے یا برے ہونے، اس کے اصولوں، اقدار اور رویوں سے تعلق رکھتا ہے۔ کردار سچا ہو سکتا ہے یا جھوٹا، نیک ہو سکتا ہے یا بدکار، خود غرض ہو سکتا ہے یا ایثار پسند۔

اخلاقی پہلو کے ذریعے مصنف معاشرتی اقدار پر روشنی ڈالتا ہے اور قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ کون سا رویہ قابلِ قبول ہے اور کون سا قابلِ مذمت۔

4. سماجی پہلو

کردار کسی نہ کسی سماج سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا طبقہ، پیشہ، خاندانی پس منظر، معاشی حالت اور سماجی حیثیت اس کے سماجی پہلو کو تشکیل دیتی ہے۔

سماجی پہلو کردار کو اس کے ماحول سے جوڑتا ہے اور اس بات کو واضح کرتا ہے کہ سماج کس طرح انسان کی سوچ اور عمل کو متاثر کرتا ہے۔ حقیقت پسند ادب میں سماجی پہلو کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

5. فکری پہلو

کردار کا فکری پہلو اس کے نظریات، خیالات، عقائد اور طرز فکر سے متعلق ہوتا ہے۔ بعض کردار مخصوص فلسفے یا نظریے کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ترقی پسند ادب میں کردار طبقاتی شعور رکھتے ہیں جبکہ وجودی ادب میں کردار زندگی کے معنوں پر سوال اٹھاتے نظر آتے ہیں۔ فکری پہلو کردار کو محض ایک فرد نہیں بلکہ ایک خیال کا استعارہ بنا دیتا ہے۔

کردار کی اقسام

1. مرکزی کردار

مرکزی کردار وہ ہوتا ہے جس کے گرد پوری کہانی گھومتی ہے۔ اس کے اعمال اور فیصلے ہی واقعات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

2. ثانوی کردار

یہ کردار مرکزی کردار کی مدد، مخالفت یا تکمیل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ مرکز میں نہیں ہوتے، مگر کہانی کی ساخت میں ان کا کردار اہم ہوتا ہے۔

3. مثبت اور منفی کردار

مثبت کردار عموماً اچھائی کی علامت ہوتے ہیں جبکہ منفی کردار برائی، ظلم یا استحصال کی نمائندگی کرتے ہیں۔

4. جامد اور متحرک کردار

جامد کردار وہ ہوتا ہے جو ابتدا سے آخر تک ایک سا رہتا ہے، جبکہ متحرک کردار حالات کے ساتھ بدلتا ہے اور اس میں ارتقا نظر آتا ہے۔

کردار نگاری کی فنی اہمیت

کردار نگاری ایک فنی عمل ہے۔ اچھا مصنف کردار کو محض بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے عمل، مکالمے اور ردِ عمل کے ذریعے اس کی شخصیت کو آشکار کرتا ہے۔

کامیاب کردار وہ ہوتا ہے جو مصنوعی نہ لگے بلکہ زندہ انسان کی طرح محسوس ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے ادیبوں کے کردار صدیوں بعد بھی یاد رکھے جاتے ہیں۔

نتیجہ

کردار ادب کا بنیادی عنصر ہے جو تخلیق کو جان بخشتا ہے۔ کردار کے جسمانی، نفسیاتی، اخلاقی، سماجی اور فکری پہلو مل کر اسے مکمل بناتے ہیں۔ ایک مضبوط اور حقیقت پسند کردار نہ صرف کہانی کو مؤثر بناتا ہے بلکہ قاری کے ذہن اور دل پر دیرپا اثر بھی چھوڑتا ہے۔ ادب کی عظمت کا ایک بڑا معیار اس کے کرداروں کی گہرائی اور صداقت میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شخصی اوصاف پر نوٹ لکھیں۔

تعارف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس انسانی تاریخ کی کامل ترین اور جامع ترین شخصیت ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں بلکہ ایک مثالی انسان، کامل رہنما، عظیم مصلح، بے مثال معلم اور اعلیٰ ترین اخلاقی نمونہ بھی ہیں۔ آپ ﷺ کی شخصیت کے اوصاف صرف مذہبی دائرے تک محدود نہیں بلکہ انفرادی، سماجی، اخلاقی، روحانی، سیاسی اور معاشرتی ہر پہلو میں انسانیت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کی شخصیت کو پوری انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے، یعنی ایک ایسا کامل نمونہ جس کی پیروی ہر دور اور ہر حال میں کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے شخصی اوصاف کا مفہوم

شخصی اوصاف سے مراد وہ انفرادی خوبیاں اور صفات ہیں جو کسی انسان کے کردار، عادات، رویوں اور طرزِ عمل سے ظاہر ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے شخصی اوصاف نہایت متوازن، فطری اور اعلیٰ درجے کے تھے۔ ان میں اخلاقی بلندی، روحانی پاکیزگی، انسانی ہمدردی، عدل، حلم، صبر، شجاعت، تواضع اور صداقت نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

1. صدق (سچائی)

صدق رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کا بنیادی وصف تھا۔ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ صادق کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ ﷺ کی سچائی اتنی مسلم تھی کہ دشمن بھی آپ پر جھوٹ کا الزام نہ لگا سکے۔ آپ ﷺ نے ہر حال میں سچ کو اختیار کیا، چاہے اس میں وقتی نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور میں کفارِ مکہ آپ ﷺ کے پیغام کے مخالف تھے، لیکن وہ بھی آپ کی صداقت کے معترف تھے۔ سچائی ہی وہ بنیاد تھی جس پر آپ ﷺ کی دعوتِ اعتماد اور قبولیت حاصل کرتی گئی۔

2. امانت داری

امانت داری رسول اللہ ﷺ کا نمایاں ترین وصف تھا۔ مکہ کے لوگ اپنی قیمتی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے، حتیٰ کہ ہجرت کے موقع پر بھی کفار کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں، جنہیں واپس کرنے کا انتظام آپ ﷺ نے فرمایا۔

آپ ﷺ نے ہر طرح کی امانت—مالی، اخلاقی اور اجتماعی—کو پورے شعور اور دیانت کے ساتھ ادا کیا۔ یہی امانت داری اسلامی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد بنی۔

3. تواضع اور انکساری

رسول اللہ ﷺ انتہائی باوقار ہونے کے باوجود بے حد متواضع تھے۔ آپ ﷺ بادشاہوں کی طرح رہنے کے بجائے عام انسانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔

آپ ﷺ خود اپنے کام کر لیتے، غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے، اور کبھی کسی پر اپنی برتری جتانے کا مظاہرہ نہ کرتے۔ تواضع کا یہ

عالم تھا کہ آپ ﷺ مجلس میں اس طرح بیٹھتے کہ نئے آنے والے کو پہچاننا مشکل ہو جاتا کہ رسول کون ہیں۔

4. حلم اور بردباری

حلم رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کا نہایت نمایاں وصف تھا۔ سخت ترین مخالفت، اذیت، طعن و تشنیع اور ظلم کے باوجود آپ ﷺ نے صبر اور تحمل کا دامن نہ چھوڑا۔

طائف کا واقعہ حلم کی اعلیٰ مثال ہے جہاں آپ ﷺ کو لہولہاں کیا گیا، مگر آپ ﷺ نے بددعا کے بجائے ہدایت کی دعا فرمائی۔ یہ حلم انسانی اخلاق کی معراج ہے۔

5. صبر و استقامت

رسول اللہ ﷺ کی زندگی صبر و استقامت کی عملی تصویر ہے۔ دعوتِ حق کے راستے میں آپ ﷺ کو معاشرتی بائیکاٹ، جسمانی تکالیف، ذہنی اذیت

اور جانی خطرات کا سامنا کرنا پڑا، مگر آپ ﷺ ثابت قدم رہے۔
آپ ﷺ کا صبر وقتی نہیں بلکہ مستقل اور شعوری تھا، جو اللہ پر کامل
اعتماد سے پیدا ہوا۔

6. رحمت و شفقت

رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت تھے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کو رحمت
للعالمین قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کی شفقت صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھی بلکہ غیر مسلموں،
غلاموں، عورتوں، بچوں، حتیٰ کہ جانوروں تک پھیلی ہوئی تھی۔
آپ ﷺ بچوں سے محبت فرماتے، بیماروں کی عیادت کرتے، یتیموں کے
سر پر ہاتھ رکھتے اور کمزور طبقات کے حقوق کی حفاظت فرماتے۔

7. عدل و انصاف

عدل رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کا بنیادی ستون تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ

عدل کو ذاتی تعلقات، قبائلی وابستگی اور وقتی مفاد پر ترجیح دی۔

آپ ﷺ کا فرمان کہ اگر فاطمہؓ بھی چوری کرے تو اس پر حد جاری کی

جائے گی، عدل کی اعلیٰ مثال ہے۔

عدل کے اس وصف نے اسلامی ریاست کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔

8. شجاعت و بہادری

رسول اللہ ﷺ نہایت شجاع اور دلیر تھے۔ میدانِ جنگ میں آپ ﷺ ہمیشہ

صفِ اول میں نظر آتے۔

غزوات میں آپ ﷺ کا استقلال، حوصلہ اور اعتماد صحابہؓ کے لیے

حوصلے کا باعث بنتا تھا۔

یہ شجاعت محض جسمانی نہیں بلکہ اخلاقی اور فکری بھی تھی۔

9. حسنِ اخلاق

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی عظمت کا اعتراف خود قرآن مجید نے کیا:

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"

آپ ﷺ نرم گفتار، خوش مزاج، بردبار اور خوش اخلاق تھے۔

آپ ﷺ نے کبھی کسی سے بدتمیزی نہیں کی، نہ کسی کو ذلیل کیا، نہ بدلہ

لینے میں جلدی فرمائی۔

10۔ زہد و قناعت

رسول اللہ ﷺ دنیاوی آسائشوں کے باوجود زاہد اور قانع تھے۔ آپ ﷺ کے

پاس اگر چاہیں تو دنیا کی دولت آ سکتی تھی، مگر آپ ﷺ نے سادہ زندگی

کو اختیار کیا۔

بھوک، فقر اور سادگی کے باوجود شکر اور قناعت کا مظاہرہ کیا، جو انسانیت

کے لیے عظیم سبق ہے۔

نتیجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شخصی اوصاف انسانیت کے لیے مکمل ضابطہ اخلاق ہیں۔ آپ ﷺ کی سچائی، امانت داری، تواضع، حلم، صبر، رحمت، عدل، شجاعت اور حسنِ اخلاق ایسی آفاقی صفات ہیں جو ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے قابلِ تقلید ہیں۔ آپ ﷺ کی شخصیت نہ صرف ایک نبی کی حیثیت سے کامل ہے بلکہ ایک انسان، معلم، قائد اور مصلح کی حیثیت سے بھی بے مثال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات قیامت تک انسانیت کے لیے ہدایت اور روشنی کا سرچشمہ رہے گی۔

سوال نمبر 3

صبر کی تعریف کرتے ہوئے قرآن اور حدیث کی روشنی میں اس کے فضائل پر نوٹ لکھیں۔

صبر کی تعریف

لفظ صبر عربی زبان کے مادہ (ص ب ر) سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی ہیں: روکنا، تھامنا، ضبط کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ اصطلاح اسلامی میں صبر سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم پر ثابت قدم رہے، نافرمانی سے خود کو روکے اور مصیبت، تکلیف یا آزمائش کے وقت شکوہ و ناشکری کے بجائے اللہ کی رضا پر راضی رہے۔

صبر محض خاموشی یا بے حسی کا نام نہیں بلکہ یہ ایک شعوری، اخلاقی اور روحانی قوت ہے جو انسان کو مشکلات میں ثابت قدم رکھتی ہے اور اسے اللہ پر کامل بھروسا سکھاتی ہے۔ اسلام میں صبر کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے، حتیٰ کہ بعض علماء نے صبر کو ایمان کا نصف کہا ہے۔

قرآن مجید میں صبر کی اہمیت

قرآن مجید میں صبر کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔ متعدد مقامات پر صبر کا حکم دیا گیا اور صابرین کے لیے عظیم اجر کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرآن صبر کو محض ایک اخلاقی وصف نہیں بلکہ کامیابی، فلاح اور قربِ الہی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ"

یعنی بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہ آیت صبر کی عظمت کو واضح کرتی ہے کہ صبر اختیار کرنے والا کبھی تنہا نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی معیت اسے حاصل ہوتی ہے۔

صبر کی اقسام

اسلامی تعلیمات کے مطابق صبر کی بنیادی طور پر تین اقسام بیان کی جاتی ہیں:

1. اطاعت پر صبر

یہ وہ صبر ہے جس میں انسان عبادات اور فرائض کی ادائیگی میں ثابت قدم رہتا ہے، چاہے نفس پر کتنا ہی بوجھ کیوں نہ پڑے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات میں پابندی اطاعت پر صبر کی بہترین مثالیں ہیں۔

2. مصیبت سے صبر

یہ وہ صبر ہے جس میں انسان گناہوں، خواہشات اور حرام کاموں سے خود کو روکتا ہے۔ یہ صبر دراصل نفس کے خلاف جہاد ہے اور اخلاقی بلندی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

3. مصیبت پر صبر

یہ وہ صبر ہے جس میں انسان بیماری، فقر، نقصان، دکھ، غم یا کسی بھی آزمائش کے وقت شکوہ، بے صبری اور ناشکری سے بچتا ہے اور اللہ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے۔

قرآن کی روشنی میں صبر کے فضائل

1. صبر پر بے حساب اجر

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"إِنَّمَا يُوفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ"

یعنی صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

یہ صبر کا سب سے بڑا فضیلت آمیز پہلو ہے کہ اس کا اجر ناپ تول کے بغیر عطا کیا جائے گا۔

2. کامیابی اور فلاح کا ذریعہ

قرآن صبر کو کامیابی کی شرط قرار دیتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ صبر اور ثابت قدمی ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کی کنجی ہے۔

3. صبر اللہ کی محبت کا ذریعہ

قرآن میں ارشاد ہے:

"وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ"

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔
اللہ کی محبت سے بڑی کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں صبر کی فضیلت

1. صبر ایمان کا حصہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الصبر ضیاء"

صبر روشنی ہے۔

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صبر انسان کی زندگی کو
روشنی اور سمت عطا کرتا ہے۔

2. مصیبت صبر کا سببِ اجر

حضور ﷺ نے فرمایا:

"عجباً لأمر المؤمن إن أمره كله خير"

مومن کا ہر حال اس کے لیے بہتر ہے، اگر خوشی ملے تو شکر کرتا ہے اور اگر مصیبت آئے تو صبر کرتا ہے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ مومن کے لیے صبر بھی باعثِ خیر ہے۔

3. صبر گناہوں کا کفارہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے، تو اس کے بدلے اللہ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ صبر کی روحانی تاثیر کا عظیم ثبوت ہے۔

صبر اور عملی زندگی

اسلام میں صبر محض نظری تصور نہیں بلکہ عملی زندگی کا بنیادی اصول ہے۔

● گھریلو مسائل میں صبر

● معاشی تنگی میں صبر

● بیماری میں صبر

● ناانصافی اور ظلم میں صبر

یہ سب انسان کے اخلاق، کردار اور ایمان کو مضبوط بناتے ہیں۔

صبر اور توکل

صبر اور توکل کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ صبر انسان کو اللہ پر بھروسا سکھاتا ہے اور توکل صبر کو مضبوط بناتا ہے۔ قرآن میں صبر کے ساتھ نماز اور دعا کو بھی جوڑا گیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ صبر انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے۔

صبر کے اخلاقی اور سماجی فوائد

- انسان کو برداشت اور حوصلہ عطا کرتا ہے
- معاشرے میں امن اور استحکام پیدا کرتا ہے
- انتقام، غصے اور نفرت کو کم کرتا ہے

● انسان کو پختہ کردار کا مالک بناتا ہے

نتیجہ

صبر اسلام کا ایک بنیادی اور جامع وصف ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور روحانی زندگی کو سنوارتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں صبر نہ صرف آزمائش میں سہارا بنتا ہے بلکہ اللہ کی رضا، محبت اور بے حساب اجر کا ذریعہ بھی ہے۔ صبر انسان کو مایوسی، بے چینی اور اضطراب سے بچا کر یقین، سکون اور استقامت عطا کرتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اسلام میں صبر کو ایمان کی علامت اور کامیابی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 4

عدل کی تعریف کرتے ہوئے اس کی اقسام پر نوٹ لکھیں۔

تعارف

اسلامی فقہ اور اخلاق میں عدل ایک بنیادی اور مرکزی تصور ہے۔ عدل انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں انصاف، مساوات اور حق کے قیام کی بنیاد ہے۔ قرآن و سنت میں عدل کو نہ صرف عبادات اور معاملات کا معیار قرار دیا گیا ہے بلکہ یہ معاشرتی استحکام، اخلاقی بلندی اور انسانی فلاح کی شرط بھی ہے۔ عدل کے بغیر معاشرہ غیر منصفانہ، غیر متوازن اور کمزور ہو جاتا ہے، اور یہ اخلاقی اور سماجی دونوں سطحوں پر نقصان دہ ہے۔

عدل کی تعریف

عدل لغوی طور پر مساوات، توازن اور حق کو قائم رکھنے کے معنی رکھتا ہے۔

اصطلاحی طور پر فقہ و اصول فقہ میں عدل سے مراد وہ عمل یا رویہ ہے جس میں:

- ہر شخص کو اس کا حق دیا جائے
- کسی کے ساتھ زیادتی یا کمی نہ ہو
- فیصلے اور رویے میں تمام تر انصاف قائم رکھا جائے

قرآن مجید میں عدل کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے قرار دیا گیا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"

یعنی اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

یہ آیت عدل کی اہمیت کو واضح کرتی ہے کہ یہ انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں بنیادی اصول ہے۔

عدل کی اہمیت

1. انسانی حقوق کے تحفظ کا ذریعہ

2. سماجی انصاف اور مساوات قائم رکھنا

3. اخلاقی برتری اور انسانی فلاح کا ضامن

4. معاشرت میں امن و استحکام قائم رکھنا

عدل کی اقسام

1. عدل مطلق

عدل مطلق وہ عدل ہے جو کسی بھی صورت یا حالت میں بلا تخصیص قائم

رہے، اور تمام انسانوں کے لیے یکساں ہو۔

یہ عدل بنیادی اصولوں، قوانینِ شریعت اور اسلامی معاشرت کے مستقل احکام

میں نظر آتا ہے۔

مثالیں:

● حقوق اللہ کی ادائیگی میں یکساں رویہ

● حدود اور قصاص کے نفاذ میں مساوات

2. عدل نسبی

عدل نسبي وہ عدل ہے جو حالات، وقت، مقام اور افراد کی حیثیت کے مطابق متعین ہوتا ہے۔

یہ عدل ہر موقع پر یکساں نہیں بلکہ ضرورت کے مطابق لچکدار ہوتا ہے۔

مثالیں:

- معذور یا بیمار کے لیے آسانیاں پیدا کرنا
 - مسافر یا محتاج کے حالات میں قوانین میں نرمی
-

3. عدل فردی

عدل فردی اس وقت نافذ ہوتا ہے جب شخص اپنے ذاتی اعمال اور معاملات میں انصاف اختیار کرے۔

یہ عدل انسان کی اپنی زندگی میں سچائی، امانت داری اور حسن سلوک کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔

مثالیں:

- کسی کے مال یا حق میں کمی نہ کرنا

- ذاتی معاملات میں حقدار کا حق ادا کرنا
-

4. عدل اجتماعی

عدل اجتماعی اس وقت نافذ ہوتا ہے جب معاشرہ، حکمران یا ادارہ تمام افراد کے حقوق کا تحفظ کرے اور قانونی، سماجی و معاشرتی مساوات قائم کرے۔

مثالیں:

- عدلیہ کے فیصلے میں مساوات
 - حکومتی قوانین اور پالیسیوں میں تمام طبقات کے لیے انصاف
-

5. عدل شریعتی

یہ عدل خاص طور پر شرعی قوانین اور حدودِ اسلام کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور سب کے لیے یکساں نفاذ شامل ہے۔

مثالیں:

- زنا، چوری یا قتل کے حدود نافذ کرنا

- وراثت کے قوانین کے مطابق حصص تقسیم کرنا
-

عدل کے عملی مظاہر

1. معاشرتی زندگی میں:

- انصاف پر مبنی قوانین
- ہر فرد کے حقوق کا تحفظ
- غربت اور ظلم کے خاتمے کی کوشش

2. ذاتی زندگی میں:

- گھر اور خاندان میں مساوات
- دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ انصاف
- مالی اور اخلاقی معاملات میں برابری

3. عبادات میں:

- نماز، روزہ اور زکوٰۃ میں شریعت کے مطابق عمل
 - عبادات کے لیے مساوی مواقع فراہم کرنا
-

نتیجہ

عدل ایک جامع اور کائناتی اصول ہے جو انسانی زندگی، معاشرت اور روحانی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ قرآن و سنت نے عدل کو ہر سطح پر لازمی قرار دیا ہے، خواہ وہ فرد کی ذاتی زندگی ہو، معاشرتی تعلقات ہوں یا حکومتی نظام۔ عدل کے مختلف پہلو—مطلق، نسبی، فردی، اجتماعی اور شریعتی—انسان کو ہر حالت میں انصاف اختیار کرنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ عدل نہ صرف فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے بلکہ یہ انسان کو اخلاقی بلندی، سماجی استحکام اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی فراہم کرتا ہے۔

سوال نمبر 5

والدین کے حقوق پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

تعارف

والدین کی عظمت اور ان کے حقوق کا تصور اسلام میں ایک بنیادی اصول ہے۔ والدین وہ ہستی ہیں جنہوں نے انسان کی پیدائش، پرورش، تربیت اور اخلاقی و معاشرتی بنیاد فراہم کی۔ قرآن و حدیث میں والدین کے حقوق کو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد سب سے اہم قرار دیا گیا ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور خدمت انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی کی کامیابی کا ضامن ہے۔ والدین کی قربانی، محنت اور محبت کی بدولت انسان دنیا میں آتا ہے، بڑھتا ہے اور معاشرتی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے۔ اس لیے ان کے حقوق کو ادا کرنا ایک لازمی دینی، اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے۔

والدین کے حقوق کی تعریف

والدین کے حقوق سے مراد وہ اخلاقی، معاشرتی اور دینی فرائض ہیں جو بچوں پر لازم ہیں تاکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ شکر، محبت، احترام، خدمت اور تعاون کے ذریعے ان کے حقوق ادا کریں۔ والدین کے حقوق کو پورا کرنا نہ صرف معاشرتی فلاح کا ذریعہ ہے بلکہ یہ عبادت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔

والدین کی اہمیت

1. والدین انسان کی ابتدائی زندگی کے سب سے بڑے مربی اور رہنما ہیں۔
 2. والدین کی تربیت انسان کو معاشرتی اصولوں، اخلاقیات اور دینی تعلیمات سے روشناس کراتی ہے۔
 3. والدین کی قربانی اور خدمت انسان کی شخصیت کی تعمیر میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔
 4. والدین کی محبت اور شفقت انسان کو روحانی سکون اور فلاح عطا کرتی ہے۔
-

قرآن مجید میں والدین کے حقوق

قرآن میں والدین کے ساتھ حسن سلوک پر متعدد آیات موجود ہیں، جو ان کے حقوق کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں:

1. "وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا"

(سورة الاسراء، آیت 23)

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو عبادت کے بعد سب سے اہم فریضہ قرار دیا ہے۔

2. "إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا"

یہ آیت والدین کے بڑھاپے میں احترام، نرمی اور حسن سلوک کی تعلیم دیتی ہے۔

3. "وَاحْشَوْا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ"

والدین کے حقوق کی خلاف ورزی قیامت میں جواب دہی کا سبب بن سکتی ہے۔

والدین کے حقوق کی اقسام

1. احترام اور تعظیم

والدین کے ساتھ عزت و احترام ہر حالت میں لازمی ہے۔

- ان کے سامنے بلند آواز نہ بلند کریں
- ان کے فیصلوں اور مشوروں کو نظر انداز نہ کریں
- ان کی رائے کی قدر کریں

2. اطاعت اور فرمانبرداری

والدین کی ہدایات کی پیروی کرنا فرض ہے بشرطیکہ وہ اللہ کی نافرمانی کا سبب نہ ہوں۔

- والدین کی باتوں پر صبر و تحمل کے ساتھ عمل کریں
- ان کے حقوق کو ہر حال میں ادا کریں

3. محبت اور شفقت

والدین کے ساتھ خلوص اور محبت کا اظہار بہت ضروری ہے۔

- بیماری اور پریشانی کے وقت خدمت کریں

● ان کے جذبات اور احساسات کا احترام کریں

● ان کی خوشیوں میں شریک ہوں

4. مالی معاونت

اگر والدین معاشی طور پر محتاج ہوں تو بچوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق مدد کریں۔

● رہائش، کھانے پینے اور لباس میں آسانیاں فراہم کریں

● والدین کی ضروریات کو پورا کرنے میں فعال کردار ادا کریں

5. دعاے خیر اور یاد میں احترام

والدین کے لیے دعا کرنا بھی اہم حق ہے۔

● ان کی صحت، زندگی اور برکت کے لیے دعا کریں

● ان کے فوت ہونے کے بعد مغفرت اور رحمت کی دعا جاری رکھیں

● ان کے لیے نیک عمل اور صدقہ جاری کریں

والدین کے حقوق میں عدم تعمیل کے نتائج

1. اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب
 2. دنیا میں بے سکونی، مشکلات اور برکت کی کمی
 3. معاشرت میں تعلقات کی خرابی
 4. آخرت میں جزا کی کمی اور گناہوں کی زیادتی
-

احادیث میں والدین کے حقوق

1. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رِضَا اللَّهِ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ اللَّهِ فِي سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ"

یعنی والدین کے رضا میں اللہ کی رضا اور والدین کے غضب میں اللہ کا غضب ہے۔

2. حضور ﷺ نے فرمایا:

"الجنة تحت أقدام الأمهات"

ماں کے قدموں تلے جنت ہے، جو والدین کے حقوق کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

3. حضرت علیؓ سے روایت ہے:

والدین کی خدمت جنت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ساتھ ظلم کرنے والا جہنم کا مستحق ہے۔

عملی مظاہر

- والدین کی خدمت اور احترام زندگی کا لازمی حصہ ہو
 - ان کی بیماری، بڑھاپے یا مشکلات میں معاونت کریں
 - ان کے ساتھ نرمی اور صبر سے پیش آئیں
 - والدین کے لیے دعائیں اور نیک اعمال جاری رکھیں
 - ان کے ساتھ خوشی اور غم میں شریک رہیں
-

والدین کے حقوق اور معاشرتی اثرات

1. والدین کی خدمت سے معاشرہ پر امن اور متوازن رہتا ہے۔
2. اولاد میں اخلاقی اور روحانی تربیت مضبوط ہوتی ہے۔

3. خاندان میں محبت، شفقت اور تعاون کے رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔

4. والدین کے حقوق کی ادائیگی معاشرتی انصاف اور ذمہ داری کا معیار

بنتی ہے۔

نتیجہ

والدین کے حقوق اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے احترام، فرمانبرداری، خدمت، محبت، مالی تعاون اور دعائے خیر سے انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ والدین کی خدمت، ادب اور دعا انسان کی اخلاقی، روحانی اور معاشرتی زندگی کے لیے بہترین ضابطہ ہے۔ والدین کے حقوق کی ادائیگی صرف فرزند کا فریضہ نہیں بلکہ ایک اعلیٰ انسانی اخلاق، معاشرتی فلاح اور دینی تقویٰ کی علامت بھی ہے۔